۶۶

جلسہ سالانہ کے انتظام کے متعلق چند ہدایات

(فرمودہ ۱۹۔ دسمبر ۱۹۳۰ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میرا منشاء جس کام کے لئے لاہور جانے کا تھا جلسہ کے ایام کے قُرب کی وجہ سے میرا ارادہ تھا کہ کل صبح جا کر کل ہی شام کو واپس آ جاؤں گا لیکن ایک اور ایسا ضروری کام پیش آ گیا ہے جس کی وجہ سے آج ہی چار بجے مجھے لاہور پہنچنا ضروری ہے اِس وجہ سے میں نے دوستوں کو اعلان کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ نماز جمعہ کے لئے عام وقت سے پہلے آ جائیں تا جمعہ پڑھانے کے بعد سَوا یا ڈیڑھ بجے تک میں روانہ ہو سکوں۔

نماز جمعہ کے متعلق محققین کی رائے ہے کہ اِس کا کوئی وقت نہیں انہوں نے جمعہ کو ظہر سے علیحدہ کیا ہے اس لئے ان کے نزدیک اگر جمعہ زوال سے پہلے ادا کر لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن عام لوگوں کے اذہان میں یہ بات کچھ اس طرح داخل ہو گئی ہے کہ اگر کوئی زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لے تو شور مچ جائے کہ اس نے کیا کر دیا۔ مولوی غلام حسن صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پُرانے اور مخلص خادم لاہور میں تھے اگرچہ ان کی عمر ستر سال کے قریب تھی مگر جوش ان کے اندر جوانوں سے بھی زیادہ تھا اُن کی یہ حالت تھی کہ اگر ان سے کوئی کہہ دے کہ میں قرآن شریف یا حدیث یا عربی پڑھنا چاہتا ہوں تو خواہ اُس کا مکان چار میل دور ہو بلا ایک پیسہ معاوضہ لئے بلا ناغہ اس کے مکان پر پہنچ جاتے تھے۔ وہ دفتروں کے ملازمین سے کہا کرتے تھے اگر جمعہ کی نماز کے لئے تمہیں چھٹی نہیں ملتی تو میرے پاس آ جایا کرو میں ۹ بجے

سے پہلے ہی جمعہ پڑھا دیا کروں گا۔

آج میں اختصار کے ساتھ دوستوں کو جلسہ کی ضرورتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کل مجھے معلوم ہؤا کہ مکانات کے متعلق بہت دقّت محسوس ہو رہی ہے۔ چونکہ کوئی گزشتہ ریکارڈ موجود نہیں اس لئے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ گزشتہ سال مطالبہ کم تھا اور اِس سال مطالبہ زیادہ ہونے کی وجہ سے مکانات کم ملے ہیں یا اس سال واقعی کم مکان ملے ہیں بہر حال اس سال کے مطالبہ سے مکانات کم ملے ہیں اور ہم نے ضرورت کو پورا کرنا ہے اس لئے میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جنہوں نے مکانوں کے متعلق پوری قربانی نہیں کی یا کی تو ہے مگر ان کے دل زیادہ وسیع ہیں وہ اپنے مکانوں کا زیادہ حصہ خالی کر کے منتظمین جلسہ کو دے دیں۔ دو چار دن کے لئے معمولی تکلیف اُٹھا لینا کچھ مشکل نہیں یہ عارضی کام ہے اس لئے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ان تین دنوں کے لئے نئے مکان بنوا لئے جائیں اور خیموں کا انتظام بھی اب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لئے بھی وقت نہیں رہا اور یہ مشکل بھی ہے۔ بے شک دوسری کانفرنسوں میں عام طور پر خیموں کا ہی انتظام ہوتا ہے لیکن وہ لوگ خیموں میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں کافی گرم بستر ان کے پاس ہوتے ہیں اور نوکر چاکر خیموں کی خبر گیری کے لئے موجود رہتے ہیں۔ مگر ہمارے لئے اوّل تو اس انتظام کا وقت اب نہیں رہا دوسرے ہمارے مہمان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ خیموں میں گزارہ نہیں کر سکتے انہیں ان کی نگرانی کرنی نہیں آتی۔ باوجودیکہ اپنی جماعت کو حُقّہ سے باز رکھنے کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا ہے کہ آپ اسے ناپسند کیا کرتے تھے مگر سستی اور غفلت سے بعض نے اس عادت کو ابھی تک نہیں چھوڑا اور زمینداروں میں تو خصوصیت سے یہ زیادہ ہے۔ اگر ایسے مہمانوں کو خیموں میں اُتارا جائے تو خطرناک حادثات رونما ہونے کا ڈر ہے چلم میں تو عقل نہیں ہوتی کہ معلوم کر سکے کہ اس سال ہم مکان میں نہیں بلکہ خیموں میں رہتے ہیں۔ خیموں میں جس قسم کے لوگ رہتے ہیں ان کے پاس نگرانی کے لئے نوکر ہوتے ہیں پھر وہ عادی ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے مہمانوں کے متعلق یہ انتظام نہیں چل سکتا۔ اور اس لئے ہمیں تکلیف اُٹھا کر بھی گھروں میں گنجائش نکالنی چاہئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کارکنوں سے تعاون کریں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض نے اس لئے مکان نہیں دیئے کہ ان کے پاس مختلف

جماعتوں کے دوست آ کر ٹھہریں گے اور ان کے مکان ایسے مہمانوں کے لئے پہلے ہی لگے ہوئے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ اس طرح انہوں نے اپنے اوپر تکلیف برداشت کرنے کی تجویز کر لی ہے مگر یہ کافی نہیں۔ اِن دنوں میں تنگی اگر صرف قادیان کے لوگوں کے لئے ہی ہوتی تو کہا جاسکتا تھا کہ خیر مہمانوں کو تو آرام مل رہا ہے۔ آخر گھر والے اپنے کئی قسم کے آرام مہمانوں کے لئے ترک کرتے ہیں لیکن جب باقی مہمان بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ سب کے ساتھ ان دوستوں کے مہمان تکلیف نہ اُٹھائیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ انہیں تو گھروں میں چارپائی اور بستر وغیرہ مل جائے لیکن بعض کے لئے صحن میں کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہ ہو۔ وہ تو آرام سے چارپائی اور بستر لے کر سو رہیں مگر دوسرے بھائی بیوی بچوں سمیت تمام رات باہر کھڑے رہ کر گزار دیں یہ سلسلہ کی خدمت نہیں کہلا سکتی۔ مہمان نوازی کہلا سکتی ہے اور دوست نوازی بھی بے شک ہے اور یہ دونوں باتیں اچھی ہیں مگر سلسلہ کی خدمت سب سے اچھی ہے۔ میں ان لوگوں کی اس لئے تو قدر کرتا ہوں کہ وہ مہمان نوازی اور دوست نوازی کرتے ہیں لیکن دوستوں کے ساتھ نیکی کرنے کی نسبت وہ نیکی جو خدا کے لئے کی جائے بہت زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دوستوں کو سمجھائیں کہ ہم نے تو تمہارے لئے دو کمرے رکھے تھے لیکن مکانات کی قلت کو دیکھ کر ایک ہم نے منتظمین جلسہ کے حوالے کر دیا یا ایک رکھا تھا مگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے یہ انتظام کر لیا ہے کہ چادر تان کر آدھے حصہ میں آپ رہیں اور آدھے حصہ میں منتظمین فائدہ اُٹھا لیں اگر دوست اس طرح کام کریں تو بہت جلد مکانات مہیا ہو سکتے ہیں۔

قادیان اب خدا کے فضل سے کافی وسیع ہے جس طرح مہمان عام جگہوں میں ٹھہرتے ہیں اسی طرح اگر گھروں میں بھی ٹھہریں تو جتنے مہمان ہوتے ہیں۔ ان سے بہت زیادہ یہاں سما سکتے ہیں۔ گھروں میں چارپائیاں بچھائی جاتی ہیں پھر کوئی حصہ باورچی خانہ کے لئے اور کوئی اسباب وغیرہ رکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے پھر چارپائیوں کے درمیان کچھ نہ کچھ فاصلہ رکھا جاتا ہے لیکن اگر سب زمین پر سوئیں تو چارپائیوں پر سونے سے دس بارہ گُنا زیادہ آدمی سو سکتے ہیں۔ قادیان کی آبادی اِس وقت پانچ ہزار کے قریب ہے گویا اس حساب سے موجودہ مکانات میں ہی قریباً ساٹھ ہزار مہمان اُتارے جاسکتے ہیں۔ پس مکانوں کی تنگی اس لحاظ سے نہیں کہ مکان کم ہیں بلکہ اس لحاظ سے ہے کہ دوست اپنے ہاں ٹھہرنے والے مہمانوں کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ذرا تنگی میں

گزارہ کرلو اور خدا کے لئے کچھ اور تکلیف برداشت کرلو۔

ہمارے گھر میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اترا کرتے ہیں وہ اچھے امیر آدمی ہیں دو تین ہزار روپیہ ماہوار آمدنی رکھتے ہیں مگر ان کے خاندان کے دس بارہ آدمی ایک ہی چھوٹی سی کوٹھڑی میں گزارہ کرلیتے ہیں۔ ان کے والد چوہدری نصر اللہ خان صاحب کی ایک بات مجھے ہمیشہ پیاری معلوم ہوتی ہے حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی کے آخری سال مَیں جلسہ میں مہمان نوازی کا افسر تھا چوہدری صاحب آسودہ حال آدمی تھے اور عمر بھی ان کی زیادہ تھی میں نے ان کے لئے علیحدہ مکان کی کوشش کی مگر انہوں نے کہا میں سب کے ساتھ ہی رہوں گا مگر اس طرح وہ بیمار ہو گئے۔ اگلے سال یعنی میرے ایامِ خلافت میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ان سے کہا کہ پچھلے سال آپ کو تکلیف ہوگئی تھی اب کے علیحدہ ٹھہرنے کا انتظام کیا جائے گا مگر انہوں نے جواب دیا آگے ہی پلاؤ کھانے والے اور اپنے لئے خاص آرام چاہنے والے الگ ہو گئے ہیں مَیں تو سب کے ساتھ ہی رہوں گا۔ ان کی مراد اِس سے یہ تھی کہ خواجہ صاحب وغیرہ یہاں آتے تو ہمیشہ کھانے پینے کا خاص انتظام کرایا کرتے تھے اور کہیں نہ ہو سکے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی کہلا بھیجتے تھے۔

اب شاید جلسہ سے قبل یہ آخری اخبار ہوگا جس میں یہ خطبہ چھپ سکے گا اور معلوم نہیں لوگوں کو بروقت پہنچ سکے یا نہیں لیکن میں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ہر سال جماعت کے دوستوں کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جلسہ پر آئیں اور جب جماعت ہر سال بڑھتی رہتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ زیادہ نہ آئیں۔ جو پہلے آتے ہیں وہ بھی اور جو نئے داخل ہوتے ہیں وہ بھی آتے ہیں اور اس طرح ہر سال تعداد بڑھتی رہتی ہے غیر احمدی اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔ آٹھ نو سَو یا ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ غیر احمدی آتے ہیں اور ان سے بیعت کرنے والوں کی تعداد چھ اور آٹھ سَو کے درمیان ہوتی ہے۔ ان میں بے شک ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہلے ہی بیعت کے لئے تیار ہو کر آتے ہیں مگر ایک خاصی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو یہاں آکر اس طرف مائل ہوتے ہیں پس ہمارے دوستوں کو چاہئے ایسے لوگوں کو ضرور ساتھ لائیں۔ تا ہر سال ہمارا قدم آگے بڑھنے والا ہو۔

سالانہ جلسہ پر بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے اور یہ دن بیماری کے ہیں انفلوائنز بہت پھیلا ہوا ہے'

خشک سردی پڑ رہی ہے' بارش ہوئی نہیں اور جانوروں میں بیماری تو وبائی صورت اختیار کر چکی ہے اور گورنمنٹ اس کے لئے خاص طور پر فکرمند ہے پھر یہ بھی گھبراہٹ ہے کہ اگر جلسہ سے پہلے بارش نہ ہو تو دسمبر کے آخر میں ہؤا کرتی ہے اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کارکنوں کو بھی بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رکھے اور آنے والوں کو بھی اپنی حفاظت میں لائے یہاں رکھے اور واپس پہنچائے اور جس مقصد کو وہ لے کر آتے ہیں اور جسے مدنظر رکھ کر ہم ان کا استقبال کرتے ہیں وہ اسے حاصل کر سکیں اور ہم میں سے ہر ایک ہر لحظہ ایمان میں پہلے سے ترقی حاصل کرنے والا ہو۔ آمین

(الفضل ۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۰ء)